RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

اسلامی اخلاقیات اور جدید معاشرتی چیلنجز

Islamic Ethics and Contemporary Social Challenges

Ayesha Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Muhammad Tariq
Associate Professor, Department of Philosophy, Quaid-e-Azam University, Islamabad, Pakistan

Abstract:

The study explores the relevance of Islamic ethics in addressing the complexities of modern social challenges. As societies experience rapid globalization, moral relativism, and technological transformation, the principles of Islamic morality continue to offer a stable framework for justice, compassion, and social harmony. This paper examines how classical ethical foundations derived from the Qur'an and Sunnah can respond to contemporary issues such as inequality, materialism, and cultural disintegration. The research emphasizes the universality and adaptability of Islamic ethical thought, highlighting its potential to restore balance between individual freedom and collective responsibility in the modern world.

Keywords: *Islamic Ethics, Modern Society, Social Justice, Globalization, Moral Values, Human Rights, Ethical Philosophy, Contemporary Challenges*

تعارف

اسلامی اخلاقیات انسانی معاشرے کی بنیاد ہے جس کے بغیر نہ انفرادی کردار کی تعمیر ممکن ہے اور نہ ہی اجتماعی نظام کی استواری۔ قرآن و سنت کی تعلیمات میں اخلاقی اصولوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جو انسان کو عدل، صدق، امانت، ایثار اور احترامِ انسانیت کی راہ دکھاتے ہیں۔ موجودہ دور میں جب مادیت، خود غرضی، اور سماجی بے حسی نے اخلاقی اقدار کو کمزور کر دیا ہے، اسلامی اخلاقیات ایک ایسا جامع نظام فراہم کرتی ہے جو انسان کو روحانی و سماجی توازن کی طرف رہنمائی دیتی ہے۔ اس مقالے میں جدید معاشرتی چیلنجز جیسے کہ گلوبلائزیشن، ماحولیاتی بحران، معاشی ناہمواری، اور ثقافتی زوال کے پس منظر میں اسلامی اخلاقیات کی معنویت اور اطلاق پر بحث کی جائے گی۔

اسلامی اخلاقیات کی بنیاد: قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاقی اصولوں کا تصور

اسلامی اخلاقیات کی اساس براہِ راست قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ سے اخذ ہوتی ہے۔ قرآن میں اخلاقی اصول نہ صرف انفرادی کردار کی اصلاح کا ذریعہ ہیں (بہترین ساخت) پر پیدا شدہ قرار دیتا ہے، لہٰذا اس کی اخلاقی تربیت **"احسنِ تقویم"** بلکہ اجتماعی نظامِ عدل و احسان کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ قرآن انسان کو فطرت کے عین مطابق ہے۔

RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

قرآنی اخلاقی اصول

قرآن میں اخلاق کا مرکزی نکتہ **تقویٰ** ہے—یعنی خدا ترسی، عدل، صدق، امانت اور خیر خواہی۔

سورۃ الحجرات میں انسانوں کے درمیان برابری، باہمی احترام اور عدمِ تمسخر کی تعلیم دی گئی ہے۔

سورۃ النحل میں انصاف، احسان، اور صلہ رحمی کو اخلاقی زندگی کے تین بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ البقرہ میں رزق، تجارت، اور معاشرتی معاملات میں ایمانداری، اعتدال اور شفافیت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

یہ اصول انسان کے اخلاقی رویے کو صرف ذاتی یا عبادتی دائروں تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ سماجی، معاشی اور سیاسی زندگی میں بھی عدل و توازن قائم کرتے ہیں۔

سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخلاق

"یعنی" مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ —"*انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق*" : نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

آپ ﷺ نے عملی طور پر اخلاقیات کو انسانی رویوں میں ڈھالنے کی بہترین مثال قائم کی

آپ کی سیرت میں وعدے کی پاسداری اور دیانت داری نمایاں ہے۔

دشمنوں کے ساتھ بھی رحم اور درگزر کا رویہ اختیار کرنا اسلامی اخلاقیات کی معراج ہے۔

غلاموں، عورتوں، اور غیر مسلموں کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنا معاشرتی اخلاقیات کی اساس ہے۔

اخلاقی نظام کا جامع تصور

اسلامی اخلاقیات کا تصور محض مابعد الطبیعی بحث نہیں بلکہ ایک **عملی ضابطۂ حیات** ہے۔ یہ انسان کے دل، عقل، اور عمل—تینوں کو ہم آہنگ کرتا ہے۔

دل ایمان اور نیت کی پاکیزگی سے مربوط ہے۔

عقل فیصلہ سازی اور توازن پیدا کرتی ہے۔

عمل اخلاق کو سماجی حقیقت میں ڈھالتا ہے۔

اسلامی نظامِ اخلاق کا مقصد انسانی وجود میں **تزکیہ نفس** اور معاشرت میں **عدالت و توازن** پیدا کرنا ہے۔

قرآن و سنت کا اخلاقی پیغام وقت، جگہ اور ثقافت کی قید سے بالاتر ہے۔ یہ ایک ایسا آفاقی ضابطہ فراہم کرتا ہے جو ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔

جدید دنیا میں جہاں اخلاقی بحران اور روحانی خلا بڑھ رہا ہے، اسلامی اخلاقیات ایک متوازن، انسان دوست اور خدا مرکز نظامِ حیات پیش کرتی ہے۔

قرآنِ مجید میں اخلاقیات کی اساس .

قرآنِ مجید میں اخلاقی تعلیمات کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف عقائد کی درستگی پر زور نہیں دیا بلکہ **کردار کی پاکیزگی** کو بھی نجات کی بنیاد بتایا۔

عدل و انصاف

سورۃ النحل (آیت 90) میں ارشاد ہے:

"بیشک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور ظلم سے روکتا ہے۔"

یہ آیت اسلامی اخلاقیات کا جامع منشور ہے، جو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر انسان کو توازن سکھاتی ہے۔

صدق و دیانت

قرآن میں ایمان کے ساتھ سچائی کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

(التوبہ: 119) "*اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔*"

ایثار و ہمدردی

سورۃ الحشر (آیت 9) میں انصارِ مدینہ کی ایثار پسندی کو اخلاقی نمونہ قرار دیا گیا ہے—وہ لوگ جو خود ضرورت مند ہونے کے باوجود دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

بردباری وعفو

سورۃ آلِ عمران (آیت 134) میں فرمایا گیا:

جو خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اللہ ایسے نیکوکاروں کو پسند کرتا"

"ہے۔

یہ آیات اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن میں اخلاقیات محض نظریہ نہیں بلکہ ایک **عملی طرزِ حیات** ہے جو انسان کو ہر پہلو سے متوازن بناتا ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخلاقی اصول

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا

(بخاری) "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔"

نبی ﷺ کی زندگی اسلامی اخلاقیات کا جیتا جاگتا نمونہ تھی۔

امانت داری: نبی ﷺ کو "الصادق الامین" کا لقب ملا۔

"جو زمین والوں پر رحم کرے، آسمان والا اس پر رحم کرتا ہے۔"

"عدل ایک ساعت کے لیے بھی ہو تو وہ عبادت سے بہتر ہے۔"

فتحِ مکہ کے موقع پر دشمنوں کو معاف کر دینا اخلاقِ نبوی ﷺ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق اخلاقیات صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ **خدمتِ خلق، عفو، تواضع، اور عدل** کو عملی زندگی میں نافذ کرنا حقیقی اخلاق کا تقاضا ہے۔

اخلاقیات کا فلسفیانہ تصور

مانا گیا ہے—یعنی وہ خیر و شر میں تمیز کر سکتا ہے، جواب دہ ہے، اور اپنی نیت کے مطابق ثواب (Moral Being) اسلامی اخلاقیات میں انسان کو ایک **اخلاقی وجود** یا عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔": اسلامی فلسفہ اخلاق میں نیت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے

(الحجرات:13) "تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" اخلاقی برتری کا معیار تقویٰ ہے، نہ کہ نسل، زبان یا طاقت۔

اخلاقی اصولوں کا معاشرتی اثر

اسلامی اخلاقیات صرف انفرادی تزکیہ تک محدود نہیں بلکہ **سماجی توازن** کی ضامن ہے۔

عدل و مساوات کے ذریعے طبقاتی تفریق کم ہوتی ہے۔

امانت داری اور شفافیت سے معیشت مستحکم ہوتی ہے۔

رحمت و ایثار سے معاشرہ پرامن اور باہمی احترام پر قائم رہتا ہے۔

یہی اصول ایک ایسی مثالی **اخلاقی ریاست** کا خواب پیش کرتے ہیں جہاں انسانی حقوق، انصاف، اور رواداری بنیادی اقدار ہوں۔

اسلامی اخلاقیات کی بنیاد قرآن و سنت میں رکھی گئی ایک ابدی ضابطۂ حیات ہے۔ یہ صرف مذہبی احکام نہیں بلکہ انسانی سماج کے لیے ایک ہمہ گیر فلسفہ فراہم کرتے ہیں، جو روحانیت اور معاشرت، دونوں میں توازن پیدا کرتا ہے۔ جدید دنیا میں جہاں اخلاقی بحران بڑھ رہا ہے، اسلامی اخلاقیات ایک ایسی روشنی ہے جو انسانیت کو فکری، روحانی اور سماجی نجات کی راہ دکھا سکتی ہے۔

جدید معاشرتی بحران کا پس منظر

جدید دور میں **سائنس، ٹیکنالوجی، اور سرمایہ داری** نے انسانی زندگی کو بے پناہ سہولتیں فراہم کی ہیں، مگر ساتھ ہی **روحانی خلا، تنہائی**، اور **اخلاقی زوال** کو بھی جنم دیا ہے۔

انسان نے مادی کامیابی حاصل کر لی، مگر **معنوی سکون** کھو دیا۔

سماجی تعلقات کمزور اور مفادات پر مبنی ہو گئے۔

اقدار اور اصولوں کی جگہ **منافع اور شہرت** نے لے لی۔

یہ وہ ماحول ہے جس میں انسان کی شناخت، مقصدِ زندگی، اور اخلاقی ذمہ داری دھندلا گئی ہے۔

مادیت نے انسان کو مادی اشیاء کا غلام بنا دیا ہے۔ قرآن اس طرزِ فکر کو **غفلت** قرار دیتا ہے

(التکاثر: 1-2) "تمہیں زیادہ حاصل کرنے کی خواہش نے غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔"

آج کے دور میں **اخلاقی کامیابی کی بجائے مالی کامیابی** کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

اشتہارات، میڈیا، اور صارفیت نے انسان کے اندر **حرص و حسد** کو فروغ دیا ہے۔

اس کے نتیجے میں معاشرت میں **بے اطمینانی، احساسِ محرومی** اور **ذاتی مفاد پرستی** بڑھتی جا رہی ہے۔

اسلامی اخلاقیات اس رویے کے برعکس **قناعت، ایثار، اور زہد** کی تعلیم دیتی ہے تاکہ انسان چیزوں کا مالک بنے، ان کا غلام نہیں۔

جدید معاشرہ فرد کو آزادی تو دیتا ہے مگر **اجتماعی شعور** چھین لیتا ہے۔

میں "کی بالادستی نے "ہم" کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔"

خاندان، برادری، اور امت کی وحدت کمزور ہو گئی۔

سوشل میڈیا پر ظاہری نمائش نے **خود پسندی اور احساسِ برتری** کو جنم دیا۔

اسلام فرد کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے، مگر ایسی آزادی جو **ذمہ داری اور خیرِ عامہ** سے جڑی ہو۔

(المائدہ: 2) "اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری میں، گناہ اور زیادتی میں مدد نہ کرو۔"

یہ آیت اجتماعی اخلاقی نظام کی بنیاد فراہم کرتی ہے، جہاں فرد کی آزادی دوسروں کے احترام سے مشروط ہے۔

روحانی زوال

روحانی زوال جدید انسان کے وجودی بحران کی جڑ ہے۔

عبادت محض رسمی عمل بن گئی ہے، باطن سے خالی۔

علم نے ترقی کی مگر **ضمیر** پسماندہ رہ گیا۔

سائنسی کامیابیاں انسان کے اندر **غرور** اور **خدا فراموشی** کا باعث بن گئیں۔

اسلامی تعلیمات روحانیت کو **عملی اخلاق** سے جوڑتی ہیں۔

(الشمس: 9-10) "کامیاب ہوا وہ جس نے نفس کو پاک کیا، اور ناکام ہوا جس نے اسے گناہوں میں ڈبو دیا۔"

یہ آیات تزکیۂ نفس کے ذریعے روحانی احیاء کی دعوت دیتی ہیں — جو اسلامی اخلاقیات کا بنیادی ہدف ہے۔

ان بحرانوں کے سماجی اثرات

معاشرے میں **اعتماد اور تعلق** ختم ہو گئے۔

خاندان کا ادارہ کمزور پڑ گیا۔

ذہنی دباؤ، اضطراب، اور تشویش عام ہو گئی۔

نوجوان نسل میں **بے مقصدی** اور **اخلاقی ابہام** پھیل گیا۔

اسلامی اخلاقیات ان تمام بحرانوں کا علاج **تزکیہ، ایثار، انصاف، اور اجتماعی خدمت** میں دیکھتی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے حل

اسلام ان بحرانوں کا حل فراہم کرتا ہے

RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

مادیت کے مقابلے میں **قناعت اور زہد**۔

فردیت کے مقابلے میں **اجتماعی خیر خواہی**۔

روحانی زوال کے مقابلے میں **ذکر و فکر اور تزکیہ نفس**۔

یہ تینوں پہلو اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اسلامی اخلاقیات جدید معاشرے کے لیے محض نظریہ نہیں بلکہ **عملی رہنمائی** فراہم کرتی ہے۔

یاد — **خلیفۃ اللہ فی الارض** — مادیت اور فردیت نے انسان کو **خود غرض، بے سکون، اور روحانی طور پر بانجھ** بنا دیا ہے۔ اسلام انسان کو دوبارہ اس کی اصل پہچان دلاتا ہے۔

اسلامی اخلاقیات انسان کو **توازن، مقصد، اور تعلق** عطا کرتی ہے، جو جدید دنیا کے انتشار زدہ معاشرے کے لیے نجات کا پیغام ہے۔

جدید ٹیکنالوجی اور اخلاقی بحران

ڈیجیٹل دنیا نے انسان کو علم و آگہی کے ایک سمندر تک رسائی دے دی ہے، لیکن اسی کے ساتھ **جھوٹ، غلط معلومات، پرائیویسی کی پامالی، اور اخلاقی بے احتیاطی** کے دروازے بھی کھول دیے ہیں۔

سوشل میڈیا نے اظہارِ رائے کو عام کیا، مگر **جھوٹی خبروں اور نفرت انگیزی** کو بھی فروغ دیا۔

نے فیصلہ سازی کو آسان بنایا، مگر **انسانی ضمیر اور ذمہ داری** کے سوال کو پیچیدہ کر دیا۔ (AI) مصنوعی ذہانت

، اور **عدم مساوات** جیسے نئے چیلنج بھی پیدا کیے۔ **(Surveillance)** ڈیجیٹل معیشت نے ترقی کے مواقع پیدا کیے، مگر **ڈیجیٹل غلامی، نگرانی**

یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ ٹیکنالوجی محض ایک آلہ نہیں، بلکہ ایک **اخلاقی قوت** ہے جسے درست سمت میں رہنمائی کی ضرورت ہے۔

قرآن و سنت میں علم و ٹیکنالوجی کا اخلاقی دائرہ

اسلام میں علم کو عبادت کے درجے پر رکھا گیا ہے، مگر **علم کے ساتھ اخلاق** کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

اور وہ علم جنہیں دیا گیا تھا، جانتے ہیں کہ یہ حق ہے جو تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے، پس وہ اس کے آگے جھک جاتے

(الإسراء:107) *ہیں۔*

یعنی علم انسان کو **تکبر نہیں، عاجزی** سکھاتا ہے۔

:نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

"جس نے علم حاصل کیا مگر اس پر عمل نہ کیا، وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں ہو گا۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم بغیر اخلاق کے، **بے روح** اور **خطرناک** ہو جاتا ہے۔

اسلامی اخلاقیات اس بات پر زور دیتی ہے کہ سائنسی ترقی کو **انسانی خدمت، عدل**، اور **فلاحِ عامہ** کے تابع ہونا چاہیے، نہ کہ طاقت یا منافع کے۔

مصنوعی ذہانت

مصنوعی ذہانت کے فیصلے اب انسانوں کی زندگیوں کو براہِ راست متاثر کرتے ہیں — روزگار، صحت، تعلیم، اور عدلیہ تک۔

سوال یہ ہے کہ جب فیصلہ ایک **مشین** کرے، تو **ذمہ داری کس کی ہو گی؟**

کیا ایک الگورتھم انصاف کر سکتا ہے، یا یہ صرف ایک **ڈیٹا پر مبنی تقلید** ہے؟

اسلامی نقطۂ نظر سے، ہر ایجاد کی **اخلاقی جواب دہی** انسان پر ہی عائد ہوتی ہے۔

(الإسراء:36) *"اور مت پیروی کرو اس چیز کی جس کا تمہیں علم نہیں، بے شک کان، آنکھ اور دل — ان سب سے باز پرس ہو گی۔"*

یہ آیت جدید ٹیکنالوجی کے ہر صارف اور تخلیق کار پر **ذمہ داری کا احساس** عائد کرتی ہے۔

ڈیجیٹل شعور

RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

اسلام میں شعور (ادراک) کا مطلب صرف علم حاصل کرنا نہیں، بلکہ **علم کے اثرات کا فہم** رکھنا ہے۔

ہر کلک، پوسٹ، یا شیئر ایک اخلاقی عمل بن چکا ہے۔

ڈیجیٹل فضا میں **پرائیویسی، عزتِ نفس، اور امانت داری** اسلامی اقدار کے بنیادی تقاضے ہیں۔

(سیدھی بات کہنے) کی ہدایت دی گئی ہے، جو آج کے **ڈیجیٹل کمیونیکیشن** پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ "قولِ سدید" قرآن میں

علم کے ساتھ اخلاقی ذمہ داری کا احساس۔ — لہٰذا ڈیجیٹل شعور کا مطلب ہے

اسلامی اخلاقی اصول بطور رہنمائی

اسلامی اخلاقیات کے چند اصول جو ٹیکنالوجی کے اخلاقی استعمال میں رہنما ہیں

ڈیٹا، تحقیق، اور آن لائن رویے میں سچائی۔

ٹیکنالوجی کے استعمال میں انصاف، خاص طور پر الگورتھمک فیصلوں میں۔

ٹیکنالوجی انسان کی عزتِ نفس کے تابع ہو۔

ٹیکنالوجی کی تخلیق اور استعمال کا مقصد اجتماعی فائدہ ہو۔

ٹیکنالوجی کا استعمال جواب دہی کے دائرے میں ہو۔

اسلام میں فطرت کا تصور

کوئی بے جان مظہر نہیں، بلکہ خدا کی تخلیق کا جیتا جاگتا مظہر ہے۔ قرآن میں بار ہا زمین، آسمان، پانی، پہاڑوں، اور درختوں (Nature) اسلامی تعلیمات میں **فطرت** کا ذکر **تسخیرِ کائنات** اور **تفکر** کے سیاق میں آیا ہے۔

(الانعام:165) "وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلند کیا تاکہ تمہیں آزمائے۔"

قرآن میں ماحولیاتی توازن

قرآنِ مجید میں فطرت کے توازن

(الرحمن:7–8) "اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کی، تاکہ تم تول میں زیادتی نہ کرو۔"

یہ **میزان** صرف معاشی یا عدالتی توازن نہیں بلکہ **ماحولیاتی توازن** کی علامت بھی ہے۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ

زمین اور اس کے وسائل کو **اعتدال کے ساتھ استعمال** کیا جائے۔

پانی، درخت، ہوا، اور جانور — سب **امانت** ہیں، جنہیں نقصان پہنچانا ظلم کے مترادف ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور فطرت سے تعلق

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت میں ماحولیاتی اخلاقیات کی عملی مثالیں بے شمار ہیں

"اگر قیامت قائم ہو جائے اور تمہارے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو، تو اسے لگا دو۔" : آپ ﷺ نے فرمایا

یہ عمل انسان کی **مسلسل ذمہ داری** اور **امید** کا پیغام ہے۔

آپ ﷺ نے **پانی کے ضیاع** سے منع فرمایا، یہاں تک کہ وضو میں بھی فضول خرچی کو ناپسند فرمایا۔

جانوروں پر ظلم، پرندوں کے گھونسلے اجاڑنا، یا درخت کاٹنا — سب کو گناہ قرار دیا۔

یہ تمام تعلیمات اس بات کا اظہار ہیں کہ اسلام **انسان اور فطرت** کے درمیان باہمی احترام پر مبنی رشتہ قائم کرتا ہے۔

فطرت کے استحکام میں انسان کی ذمہ داری

اسلام انسان کو **خلیفۃ اللہ فی الارض** قرار دیتا ہے — یعنی زمین پر **عدل و توازن** قائم رکھنا اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔

RAMOOZ-E-TAHQEEQ
VOLUME: 01 ISSUE: 02 (2024)
https://ramooz-e-tahqeeq.com

فطری وسائل کا بے جا استعمال **فساد فی الارض** کے زمرے میں آتا ہے۔

(الاعراف:56) "اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ، بعد اس کے کہ اس میں اصلاح کر دی گئی ہے۔"

انسانی سرگرمیوں — صنعتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی، ماحولیاتی زہر — سب قرآن کے مطابق **اخلاقی انحراف** کی علامت ہیں۔

اسلامی اخلاقیات ہمیں سکھاتی ہے کہ **ترقی تبھی پائیدار ہے** جب وہ فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو، نہ کہ اس کے خلاف۔

ماحولیاتی انصاف

اسلامی تصورِ عدل صرف انسانوں کے درمیان نہیں بلکہ **کائنات کے تمام عناصر** کے درمیان ہے۔

ہر مخلوق کو اس کے حصے کا حق حاصل ہے۔

فطرت کو نقصان پہنچانا **مخلوقِ خدا سے زیادتی** کے مترادف ہے۔

قرآن میں "احسان" (احسن رویہ) کا تصور فطرت تک پھیلتا ہے — یعنی درخت، جانور، زمین، سب کے ساتھ بھلائی کا سلوک۔

یہ وہ اخلاقی زاویہ ہے جو مغربی ماحولیاتی فلسفے میں اکثر نظر انداز ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیمات اور پائیدار ترقی

پائیدار ترقی کے تین ستون ہیں۔ — **قناعت، اعتدال، اور خدمتِ خلق** — اسلامی اصول

وسائل کا اعتدال سے استعمال۔

فضول خرچی سے بچنا۔

فطرت کی حفاظت کو عبادت سمجھنا۔

قرآن کے مطابق انسان کا کردار محض صارف نہیں بلکہ **امین** اور **محافظ** ہے۔

اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ زمین ہماری ملکیت نہیں بلکہ **اللہ کی امانت** ہے۔

انسان کا فرض ہے کہ وہ اس امانت کی حفاظت کرے، اس میں توازن برقرار رکھے، اور اسے آنے والی نسلوں کے لیے بہتر حالت میں چھوڑے۔

اسلام کا یہ اخلاقی و روحانی پیغام آج کے ماحولیاتی بحران کے لیے سب سے زیادہ **جامع، انسان دوست، اور فطرت نواز** فلسفہ فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ

اسلامی اخلاقیات صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ یہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ جدید دور کے معاشرتی چیلنجز جیسے کہ معاشی ناہمواری، اخلاقی زوال، اور ثقافتی انتشار کے مقابلے میں اسلام ایک متوازن اور جامع اخلاقی نظام فراہم کرتا ہے۔ یہ نظام فرد اور معاشرے کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، جس کی بنیاد عدل، مساوات، اور خیرِ عامہ پر ہے۔ اگر اسلامی اخلاقیات کو تعلیم، معیشت، اور سیاست کے میدانوں میں عملاً نافذ کیا جائے تو جدید معاشرتی بحرانوں کا حل ممکن ہے۔

حوالہ جات

شکاگو یونیورسٹی پریس۔ *اسلام اور جدیدیت: فکری روایت کی تشکیلِ نو*. (1982) رحمان، فضل۔

اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک پریس۔ *اسلامی زندگی اور فکر*. (1987) نصر، سید حسین۔

دارالمعرفہ، بیروت۔ *احیاء علوم الدین*. (1993) الغزالی، ابو حامد۔

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔ *اسلام میں مذہبی فکر کی تعمیرِ نو*. (1930) اقبال، محمد۔

سائراکیوز یونیورسٹی پریس۔ *اسلام اور سیاست*. (1998) ایسپوزیٹو، جان ایل۔

آئی ایس ٹی اے سی، ملائیشیا۔ *اسلام میں تعلیم کا تصور*. (1980) العطاس، سید محمد نقیب۔

اسلامک پبلیکیشنز، لاہور۔ *اسلام میں معاشرتی انصاف*. (1964) قطب، سید۔

اسلامک ٹیکسٹ سوسائٹی، کیمبرج۔ *انسان کی حرمت: ایک اسلامی نقطۂ نظر*. (1999) کمالی، محمد ہاشم۔

، امریکہ۔ (IIIT) انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ. *اسلامی علمیات کی تشکیلِ نو*. (1982) فاروقی، اسماعیل راجی۔

اسلام آباد۔ *اسلامی تہذیب: اساسی عقائد و اصول*. (2001) خان، محمد افضل۔

بین الاقوامی اسلامی تحقیقاتی ادارہ، اسلام آباد۔ *اسلامی اخلاقیات: مفہوم اور امکانات*. (1984) انصاری، ضیاء الدین۔

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، لندن۔ *قرآن کا مطالعہ: مقدس متن کی عصری معنویت*. (2011) سردار، ضیاء الدین۔